ادبی اسلوب ____ چند مباحث

ڈاکٹر مشتاق حیدرؔ

ادبی اسلوب کی اصطلاح کا استعمال تنقید میں بیسویں صدی کے دوسرے نصف سے رائج ہوا۔ اگرچہ طرزِ تحریر، زبان و بیان، لہجہ کے زیر و بم اور کسی عہد کی مخصوص زبان جیسی اصطلاحات ہمارے یہاں ابتداء سے اسلوب کے تناظر میں استعمال ہوتی رہی ہیں۔ یوں کہا جاسکتا ہے کہ مشرق میں علم بدیع و بیان کے تحت فن پارے کی پیشکش کو اسلوب سے تعبیر کیا جاتا رہا ہے جبکہ مغربی ادبی تنقید میں اسلوب کا تصور اس سے یکسر مختلف ہے۔

انگریزی لفظ اسلوب' اسٹائل' کا مترادف ہے۔ لاطینی میں اسٹائیلس (Stylus) اور یونانی میں اسٹائیلاز (Stylos) جیسے الفاظ

اسلوب کے مترادفات ہیں۔

انسائیکلو پیڈیا برٹینیکا میں اس سلسلے دی گئی تعریف یہ دو سطور ملاحظہ کیجیے:

" STYLE,LITERARY, involves the selection and organisation of the features of language for expressive effects and includes all uses of sound patterns, words, figures of speech, images and syntactic forms.(1)

یعنی ''اسٹائل'' زبان کے خدو خال کے ایسے انتخاب اور انتظام کو کہتے ہیں جس میں الفاظ کی صوتی شکل، محاورات، اشارات اور جملوں کی ساخت وقواعد کا استعمال بیان کو اثر انگیز بنادے۔ گویا زبان کے خاص یا منفرد طرزِ استعمال کا نام اسٹائل ہے۔

'کشاف تنقیدی اصطلاحات' میں لفظ اسلوب کے ذیل میں یوں درج ہے:

''اسلوب سے مراد کسی ادیب یا شاعر کا وہ طریقۂ ادائے مطلب یا خیالات وجذبات کے اظہار و بیان کا وہ ڈھنگ ہے جو اس خاص صنف کی ادبی روایت میں مصنف کی اپنی انفرادیت کے شعور سے وجود میں آتا ہے اور چونکہ مصنف کی انفرادیت کی تشکیل میں اُس کا علم، کردار، تجربہ، مشاہدہ، افتادِ طبع، فلسفۂ حیات اور طرزِ فکر واحساس

جیسے عوامل مل کر حصہ لیتے ہیں، اس لیے اسلوب کو مصنف کی شخصیت کا پرتو اور اس کی ذات کی کلید سمجھا جاتا ہے۔"

ان تعریفوں سے یہ حقیقت مترشح ہوتی ہے کہ اسلوب مصنف کے اظہار و بیان کے ذاتی انفراد کے ساتھ ساتھ ساتھ روایت سے وابستگی اور آشنائی سے مل کر بنتا ہے، یعنی اسلوب اظہار و بیان کی ایسی جدت کا نام ہے جس کی بنیادیں روایت میں پیوست ہیں۔

جدت اور روایت کے اس بتِ ہزار شیوہ کی خارجی سطح کا جدت سے تشکیل پانا ضروری ہے جبکہ اندرونی ٹھوس حصہ لامحالہ روایتی مواد پر قائم ہوگا۔ یوں یہ بہت ہی دلچسپ صورتِ حال ہوگی کہ صاحبِ اسلوب وہ ہے جس کے اظہار و بیان میں نرالا پن موجود ہو، لیکن یہ نرالا پن تب ہی وجود میں آ سکتا ہے جب تک کہ تخلیق کار روایتی ضابطوں اور قاعدوں کو توڑ پھوڑ کر اُن میں تبدیلی اور نیا پن نہیں لاتا ہے۔ ایسی صورت میں روایت سے رشتہ قائم رکھنے کا معاملہ تسلسل سے استعمال کیے جا رہے الفاظ اور ان کے نحوی وصرفی ڈھانچہ کو اپناتے ہوئے نئے معنی و مفہوم عطا کرنے کے ساتھ ساتھ نئے سمعی، بصری اور حسی پیکروں کو وجود میں لایا جائے۔

یوں ایک صاحب اسلوب تحقیق کار کی فن کارانہ صفات روایت

کے برعکس نظر آئیں گی کیوں کہ جس سیاق کے تحت روایت کام کر رہی ہے وہ اس سیاق سے فطری طور پر انحراف کرتا ہے۔ یہی نیا پن ایک نیا اسلوب بنانے کا مئوجب ہوتا ہے۔ جب ایک فنکار ربط وتسلسل کے ساتھ اس عمل کو جاری رکھتا ہے تو آخر وہ طریقہ اظہار اس کا اسلوب بن جاتا ہے، چونکہ ایسا کرنے میں اس کی شخصی خصوصیات اور ذاتی پسند و ناپسند کا مکمل عمل دخل ہوتا ہے اس لیے یہ خاص اسلوب اس کی شخصیت کا پرتو ہوتا ہے۔ اس سلسلے میں اے میں ڈاکٹر رشید امجد کی رائے ملاحظہ کیجئے:

> ''تنقید میں اسلوب سے مراد لکھنے کا وہ روّیہ یا انداز ہے جس سے لکھنے والے کی شخصیت کے ساتھ اس کے عصر کا مزاج بھی واضح ہو، گویا اسلوب شخصیت اور روح عصر کے ساتھ خیال کے اظہار کا وسیلہ بھی ہے''

اس طرح فنکار روایتی لفظیات کے ساختیوں کو توڑ مروڈ کر اور کانٹ چھانٹ کرنے کے بعد اپنے خیال کو اس طرح متشکل کرتا ہے کہ اس کی پوری شخصیت اسی میں تحلیل ہو جاتی ہے۔ باالفاظ دیگر اس کی تخلیق اس کی پہچان بن جاتی ہے۔ شخصیت کا مطالعہ کرنے کے لیے یہ بات اہم پے

کہ کسی فرد (یہاں فنکار مراد ہے) کا مطالعہ ایک منفرد ہستی کے طور پر نہ کر کے اس کے ماحول، زماں، مکاں اور سیاق وسباق کو بھی سمجھا جائے۔فرد (فنکار) کا شعور اس کے جذبات، جبلی تقاضے، تخلیقی کیفیات، جمالیاتی احساسات اور یادیں اس کی شخصیت کے ایسے اجزاء ہیں جو داخلی سطح پر کام کرتے ہیں اس لیے ان کا تجزیہ اسے داخلی طور پر ہی کرنا ہوتا ہے جبکہ اس کی عادت خارجی عوامل میں انہی اجزاء کا عملی اظہار ہے چونکہ ان داخلی تجربات کا جن سے فنکار شعوری یا لاشعوری طور پر گزر چکا ہے الگ الگ پس منظر ہوتا ہے، اس لیے ایک فرد (فنکار) ایک ہی وقت میں مختلف اسالیب کا مالک ہوسکتا ہے۔یوں مختلف موضوعات اور ہیتوں سے واسطہ پڑنے پر ایک فرد (فنکار) کبھی (Emotional)، کبھی محاکاتی Descriptive)، کبھی بیانیہ (Narrative) اور کبھی تشریحی (explanatory) اسلوب کا روادار ہوسکتا ہے چونکہ ہر ایک تخلیق پارہ کسی نہ کسی صنف کی قلمرو میں لامحالہ آتا ہے اور اس صنف کی کوئی نہ کوئی بنیادی شکل یعنی ہیئت ہوتی ہے، اس لیے ہم کہہ سکتے ہیں کہ اسلوب ہیئت اور موضوع کے بیچ میں کہیں ہوتا ہے۔اب جتنا مفرد اسلوب ہوگا، موضوع کا اتنا ہی تاثر کن طریقے سے قاری کے ذہن تک انتقال ہوگا۔اسلوب کی یہی

انفرادیت ہیت کی زیب و زینت میں اضافہ کرتی ہے۔کبھی کبھی اسلوب کی ندرت روایتی ہیت کے بطن سے نئی ہیئت کو جنم دینے کا موجب بنتی ہے جیسا افسانہ سے افسانچہ یا منی افسانہ کے معاملے میں ہوا۔نثار احمد فاروقی اس سلسلے میں یوں رقمطراز ہیں:

''اسلوب یا طرز نگارش کا مسئلہ ایسا نہیں ہے جس پر کوئی فیصلہ کن اور دوٹوک بات کہی جا سکے۔آسان لفظوں میں یوں کہا جا سکتا ہے کہ افکار وخیالات کے اظہار و ابلاغ کا ایسا پیرایہ ہے جو دلنشیں بھی ہو اور منفرد بھی''۴

اس بحث سے یہ نتیجہ نکالا جا سکتا ہے کہ ہے کہ ہیت کے بغیر اسلوب تک رسائی ناممکن ہے۔ہیت اسلوب کی نمائندگی کرتی ہے اور بدلے میں اسلوب آہستہ آہستہ ہیت کو بھی سنوارتا ہے۔یہی وجہ ہے کہ ہیتیں کوئی مستقل حیثیت نہیں رکھتیں ہیں۔

ان میں تبدیلیاں کبھی کبھی شعوری اور عموماً غیر شعوری طور پر ہوتی رہتی ہیں،جس میں بدلتے اسالیب کی کارفرمائی شامل رہتی ہے۔ہیت کے لیے ضروری نہیں ہے کہ وہ قدیم ہو زمانہ اور موضوع خود اپنے لیے ہیت تشکیل دیتا ہے بشرطیکہ فنکار اپنا منفرد اسلوب رکھتا ہو۔ایسی صورت میں بدلتی ہیت یا اظہاری ڈھانچہ اپنے لیے نئی تکنیک بھی مرتب کرتا

ہے۔یوں ہم کہہ سکتے ہیں کہ اسلوب اور تکنیک ایک دوسرے سے مشروط ہیں۔اس سلسلے میں ممتاز شیرین کا خیال میرے دعوے کوتقویت دیتا ہے،

''تکنیک کی صحیح تعریف دراصل مشکل ہے۔مواد،اسلوب اور ہیت سے ایک علحیٰدہ صنف ہے۔فنکار مواد کواسلوب سے ہم آہنگ کرکے اسے ایک مخصوص طریقے سے متشکل کرتا ہے۔افسانے کی تعمیر میں جس طریقے سے مواد ڈھلتا جاتا ہے وہی تکنیک۔۵

ہم عموماً فن کوتکنیک کا ہم معنی تصور کرتے ہیں،جس طرح طنز اور مزاح کو ہم ایک شے سمجھنے کی بھول کرتے ہیں۔حق بات یہ ہے کہ تکنیک اگر فن میں نہ چھپ تو تخلیق پارے میں تصنع درآئے گا۔نگہت ریحانہ نے اسی لیے تکنیک کومقصد نہ کہہ کرفن کا وسیلہ قرار دیا ہے:

''ہر موضوع اور مواد کے لیے الگ تکنیک کی ضرورت ہے۔ایک خاص مواد ایک خاص تکنیک کے استعمال سے زیادہ پر اثر ہو جاتا ہے ۔اس کا استعمال مجموعی تاثر پیدا کرنے یا اس کے بڑھانے کے لیے کیا جاتا ہے۔گویا تکنیک مقصد نہیں وسیلہ ہے۔''6

یوں ایک خاص اسلوب ایک خاص تکنیک کا متقاضی ہوتا ہے، اگرچہ بعض اوقات تکنیک بدلنے سے مصنف کا انداز نہیں بدلتا۔ ہر دو

طرح کی صورتوں میں فنکار اپنی ذات، ماحول، موضوع، مقصد اور مخاطب کو ذہن میں رکھ کر ہی فیصلہ کرتا ہے کہ وہ کون سی تکنیک اپنائے۔ اپنی فنکارانہ دسترس کی بدولت وہ فنکار اُس تکنیک کو اپنے اسلوب میں ڈھال لیتا ہے۔ یہی وجہ ہے کہ ایک ہی تکنیک کو استعمال کرنے والے دو فنکار ایک دوسرے سے الگ نظر آتے ہیں کیونکہ اُن کا اسلوب منفرد ہوتا ہے۔ مذکورہ پانچوں عناصر یعنی مصنف، ماحول، موضوع، مقصد اور مخاطب اسلوب کے تشکیلی عناصر قرار دیے جا سکتے ہیں۔

ہر شخص کا چیزوں کو دیکھنے، محسوس کرنے اور سوچنے کا ایک الگ انداز، بیان میں انفرادیت پیدا کرتا ہے اور منفرد اسلوب کہلاتا ہے۔ با الفاظِ دیگر ہم اسلوب سے صاحب اسلوب کو پہچان سکتے ہیں۔ اسی لیے کہا جاتا ہے کہ اسلوب مصنف کی شخصیت کا دوسرا نام ہے۔ مصنف لاکھ وجدان اور الہام کا دعویٰ کرے لیکن حق بات یہ ہے کہ کوئی بھی فنکار اپنے ماحول کو مکمل طور پر نظر انداز نہیں کر سکتا۔ یہی وجہ ہے کہ غالب کے نجی خطوط کا بین السطور مطالعہ ہمیں غدر کے حالات سے روبرو کراتا ہے۔ افسانہ 'ٹوبہ ٹیک سنگھ' اور ناول 'آنگن' فسادات اور ہجرت کے حالات کی تصاویر ذہن کے پردے پر نقش کرتے ہیں۔ نتیجتاً اسلوب کو

ماحول سے مبرا کر کے دیکھنا ناممکن نظر آتا ہے۔ ہر موضوع یا تخلیقی تجربہ ایک خاص اسلوب کا متقاضی ہوتا ہے۔ تاریخی، علمی، تدریسی یا صحافتی موضوعات کا حق الگ الگ اسلوب بیان سے ہی ادا کیا جاسکتا ہے، مثلاً سائنسی مسائل کے بیان کے لیے جس طرح بیگماتِ دلی کی زبان کا استعمال مضحکہ خیز ثابت ہوگا، اُسی طرح صحافتی موضوع کے لیے ادبی زبان سمِ قاتل ثابت ہوگی۔ لہٰذا موضوع اسلوب کی تشکیل میں کلیدی رول ادا کرتا ہے۔

مصنف اپنے قاری پر کس طرح کا تاثر ڈالنا چاہتا ہے، یہ مقصد اسلوب کی تشکیل میں اہم کردار ادا کرتا ہے۔ مثلاً اگر مصنف کا مقصد قاری کو محظوظ کرانا ہوتو طنز ومزاح سے بات بنے گی لیکن اگر مطلع کرنا یا مرعوب کرنا ہوتو سنجیدہ اسلوب کے بغیر بات بننا ناممکن ہوگا۔

ہر ادب پارہ کسی ایک خاص طبقے کے کرداروں کی داخلی یا خارجی زندگی سے تعلق رکھتا ہے۔ اس لیے یہ بات اسلوب کے انتخاب یا تفاعل کے لیے ضروری ہے کہ مصنف کا مخاطب کون ہے۔

☆☆☆

حوالہ جات:

1 Encyclopaedia Britannica, Published
U.S.A, 1973. p.332

2 ابوالاعجاز حفیظ صدیقی، مرتبہ ، کشاف تنقیدی اصطلاحات، ایجوکیشنل پبلشنگ
ہاؤس، دہلی۔ص13

3 رشید امجد، روّیے اور شناختیں ،لاہور، مقبول اکیڈمی۔ص29

4 نثار احمد فاروقی، ’’اسلوب کیا ہے؟‘‘ مشمولہ اسالیب نثر پر ایک نظر، مرتبہ ڈاکٹر ضیاء الدین، ادارہ فکر، دہلی۔ص11

5 ممتاز شیریں، ’’معیار‘‘ لاہور، نیا ادارہ۔ص17

6 نگہت ریحانہ خان، اردو مختصر افسانہ فنی و تکنیکی مطالعہ، ایجوکیشنل پبلشنگ ہاؤس، دہلی۔ص17